رجسٹرڈ نمبر اے ۷۸۳ | REGISTERED No. A 783




قیمت فی پرچہ — مشتاق المطابع پریس لکھنؤ وکٹوریا اسٹریٹ میں باہتمام حکیم محمد ممتاز حسین ایڈیٹر چھپ کر شائع ہوا

# منیجر کی نہایت ضروری گزارش

## قواعد و ضوابط

(۱) اجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہرحال پیشگی لی جاتی ہے۔
(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی یعنی للعہ سالانہ قیمت لیجائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔
(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا۔ سو وجہ ہے کہ طرفین کے علاوہ وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔
(۴) معزز ناظرین کو معلوم رہنا چاہیے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظرافت کا پرچہ ہے اور اکثر لوگوں سے خدمت ملک کر رہا ہے نمونے کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اسکی تمام خوبیاں ناظرین دریافت نہیں کر سکتے۔ ہر ایک نمبر میں نئے مضامین ہوتے ہیں ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کو آپ کو ملے اس میں آپ کے مذاق کے مضامین نہوں اور دوسرے پرچہ میں آپ کے حسب خواہش مضامین ہوں۔ لہذا یہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائیں اگر اس پرچے کے مضامین آپ کے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہوں تو چھ ہفتے کے اندر مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہیں۔ ورنہ ما بخیر شما بسلامت۔ بندہ پرور ایک مشہور کتاب یا نکلا شدہ پرچے کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔
(۵) طالبان علم اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انہیں لازم ہے کہ کچھ سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلاقیمت جاری کروالیں۔ [illegible] کوشش سے فائدہ اٹھائیں۔ مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف تہذیب ہے۔
(۶) ہم تو یہ نہیں کہہ سکتے کہ ڈاک کے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستے میں گاؤ خورد ہو جاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامے منیجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے [illegible] منیجر خود نہیں پہنچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے بس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے۔ لہذا تساہل نہیں ہوتا۔
(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اسکا جواب نہ ملا تو [illegible] پرچہ بند کر دیا جاتا ہے لہذا تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیے جسکی روانگی کی رسید ڈاک خانے سے حاصل کی جاتی ہے۔
(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے تحت میں منیجر اودھ پنچ کا نام نہیں ہے انکے متعلق جملہ خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیے۔
(۹) جو مضامین اودھ پنچ کی صلح کل پالیسی کے مطابق ہونگے وہ شائع ہونگے اور [illegible] واپسی کے ہم مجبور نہیں ہیں۔
(۱۰) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص ان میں نہ ہو۔ فقط

### نوٹ

جو حضرات خریدار ہیں انھیں خطوط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ انکے نام کی چٹھی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۳ نمبر ۲۳

# مضامین غیر

۱۰ جولائی ۱۹۲۰ء

## روح تخیل

بک رہا ہوں جنوں میں کیا کیا کچھ
کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

کہنے لگے کہ ہم بھی شاعر ہیں اور ہمارے منھ سے بھی اُسی طرح شعر پر شعر بے ساختہ نکلتے ہیں جیسے بلا تصنع فصحا میں گنواریوں کی زبان سے پکے دہکے لیا کلام الہامی کلام۔ بس آمد ہی آمد ہے کہیں آورد کا نشان نہیں۔ بعنی مطلب کی درستی کا مجھول پالنے والے کوئی اور ہو گئے۔ آجکل کے مطلق بنان شعرا شہرت کی ہوس اور مسخرے دوستوں کی مصنوعی تعریفوں کے اصرار پر عاشق ہو کر میدان سخن میں قدم رکھتے ہیں پھر فرماتے ہیں کہ شعر میں بلند پروازی ایسی ہونا چاہیے کہ دوسرا وہاں تک نہ پہونچ سکے۔ یہی وہ شعر ہی کیا جو کسی کی سمجھ میں آ سکے خرابی ترکیب سے فارسی اور عربی کے غیر مانوس الفاظ جمع کر دو اور دور کچھوں پر تناؤ دے کے گھوڑ دوڑ کے نام کے ساتھ اخلاق سخن مصور یعنی تیار و ادب۔ ولی دکنی کے زمانہ سے اس وقت تک خدا جانے کتنے شاعر گذر چکے ہیں اُنھوں نے ربط الفاظ و معنی کی تلاش میں عمریں فائدہ گنوائی۔ اب وہ رنگ پرانا ہو گیا اگر ہم اُسی ڈھرے پر چلتے رہے تو پھر کمال ہی کیا ہوا۔ ہمارے دوست حضرت خسرو کا روبار بیچارے بھی کہیں کے فقیر ہیں یعنی بامعنی شعر کہنے کا سودا ان کو بھی ہے۔ بار ہا ان سے کہا کہ خدا و رہ اور بہ طبیعت حیثی حال کے رنگ میں ہی تباہ ہے سخن کو ڈوب دیجیے۔ کہنے سننے سے ایک غزل اور ایک قطعہ عنایت فرمایا نظم کا سہرا انکے سر رہا نثر کی باقی بندہ دکھاتا ہے۔ انکی نظم ملاحظہ ہو اور بندہ کی نثر ابھی دانشِ قلم تر رہے ہیں۔ دشمن حسد کے مارے دور دور ہیں۔ تو خیر یہ خدا سودا نا پیچ کر سکے وہ حضرت بہت افزائی فرمائیے۔ ذرا غور فرمائیے نظم ہے کہ باصطلاح حالی اجزا بات کا کچ گھن دریا کیا مجال غالب کی جو اس زمانہ کی فرط نغمہ سمجھ جائیں۔ ابھی تو بہ حضرت ناظم کا دعویٰ ہے اور واللہ سچ ہے کہ اس کلام کی فرط حسن و مطلب تک توجہ کی تھی مگر شادئ نے آنکھیں چوندھیائیں تو دم دبا کے بھاگے رسائی نہ ہو سکی کہاں یہ وہ عظیم الشان خاکہ کسی کرنے میں ہیں وہ شکرِ احقاقا کے قدردان کس طرح جب وہ بلند پروازیوں کے جہان ختار سیاب وحشی چھوڑ کے متوجہ ہوا ہیں۔

### غزل

| | |
|---|---|
| ہم کام آگئے زہرا کا ہم بیخودی | صبح فنا ہوئی ہے ابھی شام بیخودی |
| نکلا رہ جمال کی ستاب پرواں کے | حیرت نے کر لیا ہے سر انجام بیخودی |
| وابستگی ہے عشق کمندِ نگاہ قرص | پر شعلہ جنوں کا کہیں کام بیخودی |
| ہے ساتھ ساتھ منزلِ مقصود زیر پا | اس سرزمیں کی چال نہیں کام بیخودی |
| انجام اشتیاق فراواں ہے گریہ نیز | رہتے گئے ہیں وہ بھی اب الزام بیخودی |
| وہ وصل کرم بحجاب نگاہ دست | تلقین عقل و ہوش ہے یک جام بیخودی |
| افسردہ دل کو فسردہ .......... | نہ آئے جامِ صبوحی |
| واں کہاں ہے شورش ایام بیخودی | نہیں گیا ماتب |

### قطعہ

| | |
|---|---|
| اے فرخار خم خسرو بن خمار | تیرے اوپر ہے زندگی کا مدار |
| تجھکو تبلیغ رحمت لبریز | مجھکو مشعبدہ عاقبت درکار |
| کہکشاں زہرہ پر نا معلوم | گلستاں آفتاب گوہر بار |
| منزل رخنہ بلا انگیز | ایک سے ایک کی ہے یہ گفتار |
| میں ہوں تسنیم خمس کبریت | تو ہے افلوس مقصود زنار |
| میں ہوں سر جوش تشنگی کا نوش | تو ہے کیا بر دماغ تو سیقار |
| الغرض مجمع مطالع میں | گفتگو ہو رہی تھی آخر کار |
| یعنی تشویش شعبۂ مقسوم | اس جہاں میں ہوا ہے دل آزار |
| کون تھا جس نے تیغ کھینچی تھی | کون تھا حامل زر خنداں مار |
| یہ بھی اک روز ہم نے دیکھا تھا | اس طرح سے مناصل انجار |
| اب کہاں ہے نشاں طلسم میں | اب کدھر ہے مزا بلی دیدار |
| سرد بازار ہو گیا ان کا | جن کو تھا تصیر حشیشہ خونبار |
| آبرو قلزم طلسم کی | ہو گئی ہے حکایت اک طومار |
| اس لیے روشنی نے زور کیا | جس سے ظاہر ہے گرمی بازار |
| یہ جو الفاظ ہیں تو وہ ثانی | یہ جو قطعہ ہے قطعہ گلزار |
| غور کیجیے تو یہ خلاصۂ نظم | رنگ غالب سے ہو گئی بیکار |

اب یہ کہتے ہیں حضرت خسرو
وقنا ربنا عذاب النار

## مضمون نثر

(داخلی خیالات)

وفور اشتیاق میں ندامت کے ساتھ ایک ایسا اچھنبھا تخیلات میں جاگزیں ہوا ہے جس کی تلافی مافات کے لیے کوئی روحانی درکار ہے کیونکہ انعکاس بشریت خاک کا محض اشتعال پر مبنی ہے۔ اگر تشویش انسانی کو ذاتی حق ہوتا کہ وہ خیر شے او تسلسل اُن ترشحات سے انحراف کرنے کی تاب لا سکتا تو میں ذکر کر سکتا ہوں کہ خطا القدم کے صدہا قطروں نے دامِ دیا ہیں سیراب کیا ہے۔ میرے خیال میں ایسا ضمیر جو وصل والی المقصود ہو کسی برگزیدہ ہمایم کی ہستی کو خالی از

انتشار جمہوریت کی رحمت نہ گوارا کرے گا۔

حضرت سلیمان نے اپنے تفتیش حالات کی کہ حقیقت ایک لغت میں درج کی ہے جو مذموم طریقے پر صد ہا افراد نے نظر کر کے منطق کے وضع مسائل کی پہ وہ پوشی میں ابتک کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا کیونکہ انسان ایک ایسا مجسم ہے جس کو بوجہ منطق سے تشبیہ دیا گیا ہے خود مخالج ہو گا۔ عالم نے سقوط زمان کو حل کر کے ایک خلاصہ صحیح العمل تیار کیا ہے اور توقع کی جاتی ہے کہ بیچ شرعی ہر عقدہ کا منعقد ہونے پر منحصر ہے گا

ہم کو معتبر ذرائع سے معلوم ہو چکا ہے کہ جلالت مآب شرکت نسوال قرار دی گئی ہے اور یہ ایک ادنیٰ تکمیں دوس لیب خیالات کی ہے جسکو ہر فرد بشر کا خیال ناقص آلات جارحہ سمجھتا ہے اور یہ وہی مسئلہ ہے جسکے معدوم ہونے کا احتمال ہے اور ہر وقت اسکا کھٹکا ہے کہ عالم شال کے دیگر عوام الخیال کمال لال لال مال تمال خال وبال استقلال اور پال کے اہم اور باریک نکات کی دریافت منتقدا رہ اس پر مجتمع ہونے پائے ورنہ صبر کے شیرازہ جمعیت میں چشمہ زن تشتت ہی جاری ہو گا جو عرصہ دراز سے مستورات منکوحہ وغیر منکوحہ کے

مجلس خواص میں کسی زندہ دل بزرگ مضمون نے دریافت کیا ہے جس کا عنوان بجز ذرات خورشید کے نمایاں نہیں ہو سکتا اور اگر ہو جائے تو اس کو بھی ایک امر اتفاق کہا جائے گا۔

دہلی حجاز سہارن کی دل مسن ہے

محمد حسین فتنہ کاکوروی

## دیہاتی عورتوں کا مولوی ایمان کی آزادی

ایک دیہاتی مسلمان عورت سے کچہری میں سوال ہوا تمہارا مہر کتنا ہے؟

جواب ۔ سوا لیسری کو ڈونیں ؛

سوال ۔ بس اسی قدر ہے ؟ یہ تو ہر شخص دے سکتا ہے

جواب ۔ نہیں حضور ؛

### زنانہ فیشن کا تغیر




۱۸۷۶ء ۔ اوہ بہت لونڈے!

۱۹۲۶ء ۔ تو نہ لونڈے نہیں لونڈیا کہ جس کبھی تمہاری ہی عورت ہوں ۔

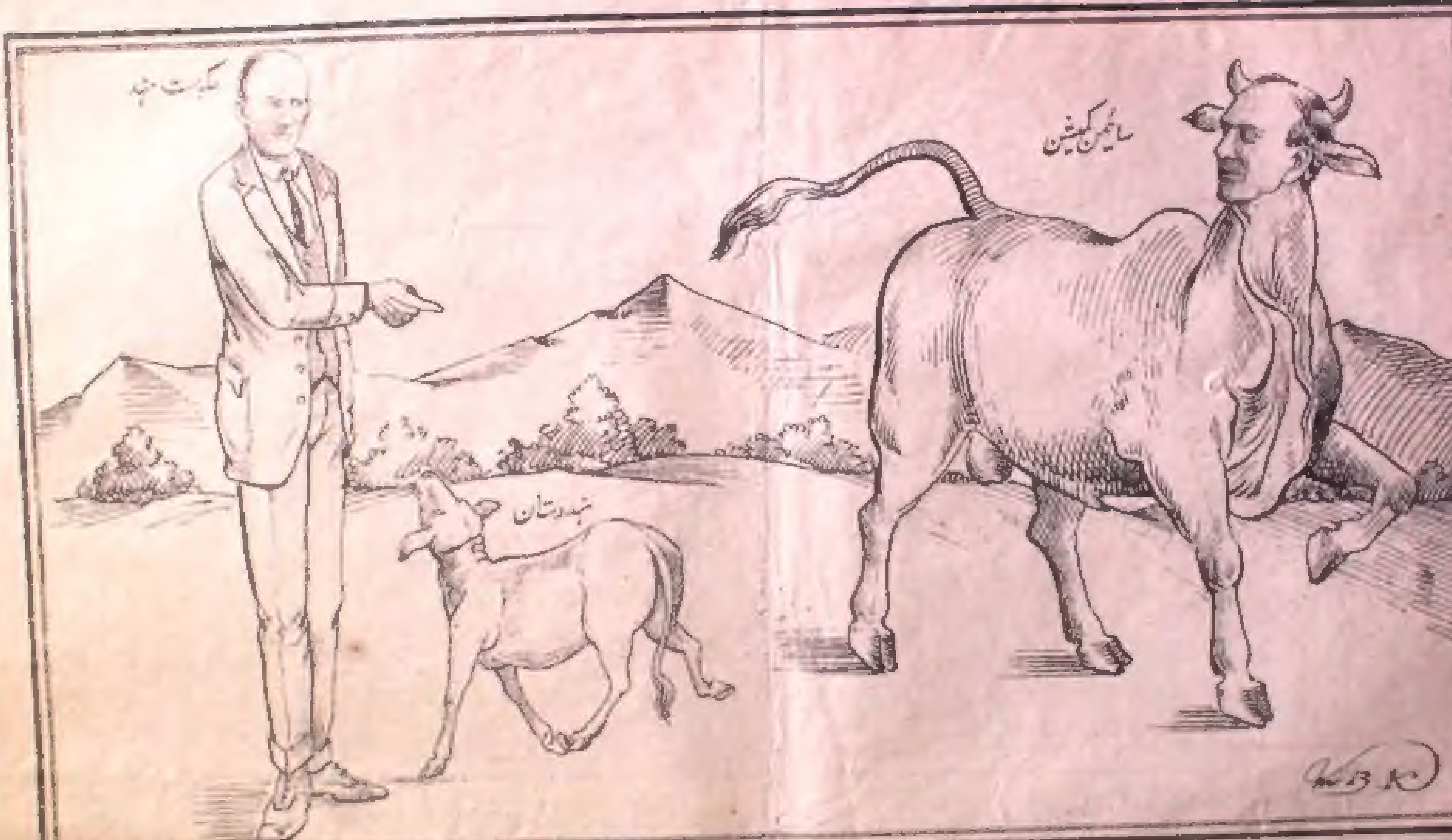
سوال ۔ کیوں ؟

جواب ۔ حضور شاید مطلب نہیں سمجھے سوا لیسری کوڑوں میں جتنے دانے ہوتے ہیں اتنا روپیہ مہر کا ہے ؛

سورۂ مصری جلد چہارم ۱۱ ص امر یہ فوجی ہو کہ ایمان سے کیسی دلچسپی مخصوص گھرانوں اور بعد اذاں کا توڑ کو ۔ سے جو مردوں کے واسطے کی

عمت رفع ہو گئی ۔ ماشاء اللہ یہ خوشی صنعتی ہے سوا لیسری کوڑوں کے جواب یہ معنی ہیں کہ کروڑوں روپیہ کا مہر ہوا اور اس سے بھی مطلب ہے کہ مہر ہمیشہ خاوند کی جیب میں رہنا چاہیے کہ اگر اسکا آدھا بھی مل جائے تو غنیمت ہے ورنہ تیل ہو گا نہ رادھا ناچیں گی کیسی خوشی کی خبر ہے یا یہ خیال ہوا ہے کہ بیحالی رہا کے مقدمات کی سماعت میں جو

کی دیر ہوتی ہے پاسہ ہی معین میعاد گے اندر مقدمہ شروع ہو جائے جرم خواہ کتنا ہی سنگین ہو مجرم صاحب کی ضمانت عدالت کو منظور ۔ ایک دو ڈاکو دو بیا ڈیکیتی اور اگر جرم ثابت ہو گیا تو جائے قتل خونریزی ڈاکہ یا بازی بجز ہمدردانہ یا غیر قانونی سزا بجز تنبیہ کے اور کوئی سزا نہیں دی جا سکتی ۔ مجرم صاحب پر یہ فرض عاید نہیں ہوتا کہ اپنی گرفتاری کی اطلاع برطانی سفیر تک ہونچا دیں ہی نہیں یہ فرض گرفتار کرنے والی حکومت کا ہے کہ فوراً برطانی سفیر کی خدمت میں حاضر ہو کر دست بستہ مجرم کے گرفتار کرنے پر اظہار ندامت و افسوس کرے یعنی جرم کرے مجرم اور توبہ کرے ایرانی حکومت بجز اطلاع برطانوی سفیر صاحب ایرانی دارالقضا میں تشریف نہ لیجائے حکم نہ کے سامنے سنایا جائے گا ۔ کیسے مولوانا نتیجہ ہے ۔ ایرانی آزادی فتنہ سیاہ یا شمس الحسینی جوشش سے جو اندازہ حاصل ہو گیا تھا ہے تمام باقی رہتے پاؤں رہے ۔ غور سے دیکھیے تو یہ شرائط ایرانی حکومت کو دنیا کے سامنے پہلے سے بھی زیادہ ذلیل کرینگے ۔ جب ایرانی قانون خود حکومت کے ہاتھ میں چلانے پر قابل نہیں




## معجز نما حکومت

**حکومت ہند:** کیا میرا منہ دیکھتا ہے؟ ارے باؤلے گائے کھڑی ہے۔ تھن میں منہ لگا دے۔

**ہندوستان:** بیل ہے بیل ہے۔

**حکومت:** بیل ہے تو ہوا کرے۔ مطلب پیٹ بھرنے سے ہے۔ بچھڑے تو پی تو سہی۔

اور بعد ہی بی اے فاضل نام پا کر جناب اودھ کے نہیں بچارے کو تو ذلت ہو گی یا نہیں؟

بابو کنہیالال؟ نہیالال وکیل گولہ گنج کے ملازم تھا نے سر کچہری وکیل صاحب کے کچہری والی پتری ایک گٹھری کر توڑ دی ہو گی دوسری کیتلی سے نکل گئی وکیل صاحب ہچکیاں لیتے ہوئے خدا گنج سے عقب مجرم کا ارادہ تھا کہ ناک پر چوٹ کرے مگر گھبرا گیا اور وہاں سے عجب گلی میں ... مفرور شمار تھا کہ کوئی خاص ضرورت کا جانے ہی تو اطمینان کا کام گرا دیکے بعض قلعہ عزیز لاش دیکھ کے کہنے لگے اور تو کچھ اسٹ نے ناک رکھ لی ... ہمارے دوست ... فرماتے ہیں ۔

[illegible]

ان حضرت سچ ہے اللہ نے ناک رکھ لی ... یہ ہو کہ خوش باوری ہے ... گھڑی لکھو بیٹھے

دل خوش ہو جاتا ہے۔

خدا نہ کرے کہ ایرانی لکھو نشان ہو کوئی مجرم آنے والے دن ہمارے ... لکھنا پہنچ ... انصاف انصاف!! اے اہل عدل انصاف

... قانون تصویرات ... فرانسیس ... کہ یک ... گو رہا ہے ... ساخت ... ساخت

ایک تھے میاں سوتیار کہ ... کا سپنا تھا کہیں سے ایک کتیا چالنس لائے مگر گھر میں نا دو تھا کیا مسنی کہ ایک ویران سرائے میں رہتے تھے۔ خود ... گر ... مسافر کا ... کوئی مسافر کا ہی ... کیا تھا مہمان نے جو سو گئے کے ... چاہا تو مزہ آ گیا کہنے لگیں کیا مزے کی چیز ہے۔ میاں سوتیا بولے ... یاروں کے ساتھ رہو گی تو یہی مزے رہیں گے۔ پس اپنی بھابیوں یاروں کے ساتھ ہو گئے تو یہی مزے رہیں گے ... کو رو دیں گے

سحر اور جاڑے ... 

## ارغوان رنگین

### تبسم

ہائے منصب ... آج ... شہر ... بنا ہوا ہے کیوں ... زندان عشق ... ہر گوشے کو نے گھرے سے ... دشمن ... کی صدا آتی ہے۔ ... کوئی کہتا ہے ہائے ہے

بہار ... کوئی روتا ہے ہائے

... کو رو کی پکار آ خرشد ... آخر شد

کوئی آنسوؤں سے ... رہتا ہے ہائے

سب بلبل چمن کے ... ہم ... ہم سے کوئی پوچھے ہم کیوں ... چمن میں ... کی بات ... گلشن ... باغ ... کے واسطے ... مصیبت ہے

## نایاب اور بیش بہا تحفہ

جناب سید ... صاحب ... کی ... ۹۹ ... شہرت ... نواب صاحب ... [illegible]

حکیم سید ... نواب بیت الشفاء گیا (بہار)

## پچاس روپیہ نقد انعام

[illegible]

منیجر دی کرل انڈیا ... ہاؤس اینڈ ... ورکس نمبر ۱۹۸ ... شہر

## اعلان

ہندوستانی اکاڈمی ... جو با محاورہ اردو ہندی ... ترجمہ کر سکیں ... اکاڈمی کے ... سائنس ... کتابوں کا ترجمہ ... کرنا چاہئیے۔

جنرل سکریٹری ہندوستانی اکاڈمی الہ آباد

دل کی کلی کھِل کے رہ گئی۔ جھبر لیوں میں خاک اڑانے والی وگ کہتے ہیں کہ وہ بارہ بجے چپکے چپکے پارک جاتی تھی ہوا سے مالیخولیا پیدا کرتے تھے تو وہ دو گیارہ ہو گئے جب ہی تو سودائی تین تیرہ بارہ باٹ پھرتے ہیں۔ واللہ باللہ ان سودائیوں نے اپنی حقیقی اماں کے سفر آخری پر بھی اتنی نازنانی چھینک پھیلائی نہ مچائی ہو گی جتنی ان دو بازاروں کے رنگوں سے دکان ہونے پر مچائی۔ شہر کے بے حیا کاہو دی شرفت شریف زادوں نے لمیٹڈ کمپنیاں بنا رکھی ہیں رنڈیوں کے حصے باقاعدہ فروخت ہوتے ہیں آپ ہی انصاف کیجئے اگر کسی کمپنی کا دوالا نکل جائے تو حصہ داروں کا کیا حال ہو گا۔ بس یہی کہ پیٹ پکڑے چلوں سنبھالے دھوتی کھجاتے کٹے کنکوے کی طرح ہوا کے رخ ادھر ادھر مارے مارے پھریں گے یہی حال ان لفنگوں کا ہے۔ الوداعی شب کا سماں جب یاد آتا ہے تو ظریفوں کا دل مارے ہنسی کے لوٹ جاتا ہے۔ وہ گلشن کے ہوا خواہوں اور گلزار کے خاروں کا دل سوس کے کن تمھیں میری جان کی قسم نہ جاؤ۔ دیکھو تو سمندر میں کیسا طوفان آیا ہے ہائے جو یہ ننھی ننھی کیاریاں موج میں ڈوب گئیں تو شیر خواروں کا تھل بڑا کمہال لگے گا۔ اور جو بیٹ والیوں کی طرح سرگھوا بی بتلایا تو کون دوا درمن کی سعادت حاصل کرے گا۔ ارے دیکھیو تو طفل دل ابھی سے تڑپنے لگا مچل رہا ہے کہ نہ جانے بن دودھ کے اس بچے پر کیا گزرے گی پیاری سے

روٹھی جاتی ہو تو رک جاؤ لگاتی جاؤ
ہاتھ اٹھاتا ہے تو ہیں ہاتھ اٹھاتی جاؤ
قصد جانے کا مصمم ہے تو بجکا مرجیل
طفل دل کو رسے دو دھو کو پلاتی جاؤ

ایک طرف یہ اصرار دوسری طرف بی صاحبوں کا یہ انکار کہ نہیں ہم کو یا چھٹکے نہیں بہت دن سے اب کہاں ٹھکانے رہیں۔ کوئی رہے تو رہے۔ دو شہباں بھی تو دو گے تو آپ ہو دیکھئے۔ تمہاری یہ دولت ٹکڑے ٹکڑے اجنبا رہ گئی نے کلام عاشقانہ شروع کر دیا ہے لیس ہٹ رونی والا مولوی۔

منھ نہ کھلواؤ۔

آخر نا کام عشاق زندہ جنازے کی تیاری میں مصروف ہوئے اربانوں کے پورے بندھے حسرتوں کے نیچے۔ بوسوں کے گٹھر۔ نازوں کے بورے۔ نخروں کے منہ ولی بند ہے۔ سسکیوں کی حسین چپاتیاں دل کے چلتے توے پر تکیں نالوں کے کباب آہوں کی سیخ پر بھنے۔ زبان کے شیرے سے سینچے ہوئے بیگن تپ فراق میں ابلے اور بھرتا بن کے تہہ دار ٹفن کیس میں خواب سے داخل ہو گئے۔ سارنگی نے آواز دی بزرگے کی مدد سے نخرین نفرین نکر کے خلاف گے برقعے میں منہ چھپایا۔ طبلے کی آواز سے لعنت لعنت کہتے ہوئے بستنی میں ملفوف ہوئے۔ سپردائیوں نے خدائے وریدہ کے سلسلے میں اپنی منگنی اور عشاق کی چنیا گرائی۔ بی صاحب نے غیرت کے خشکیں ارت کفن کے عوض جہاز کے کٹنوں کا جوڑا کیا۔ وہ کٹ لائے تو دوسرے یار وفادار ان نازک چہروں کو ٹھیس اور چک سے محفوظ رہنے کی سفارش کرتے چلے۔ آپ خدا رکھے اپنی صورت پر مرتے ہیں اور اکے دیسی تنبولی کی دکان سے پان کھاتے ہیں جس پر آئینہ نصب ہو اور لب ہائے لعلین کا مقابلہ ثمرین پوز میں سے کر سکیں۔ حضرت کی ایمان داری پر ان عصمت فروشوں کو دھوبی سے اعتبار ہے کہ حضرت کی زبان نے اپنا بھرم قائم کرنے کے لیے اپنے دوسرے شریف بھائیوں کو جو ٹھگ اٹھائی گیرا ڈاکو بنانے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی رنڈیوں کی خوش قسمتی سے حضرت کا ایک لنگوٹیا یار جہاز میں بر سر کار ہے۔ بیچارے نے ہاتھ جوڑ کے کہا سے

سپردم بتو ........ خویش را
تو دانی حساب کم و بیش را

بھائی تمہارا ہی آسرا ہے تمھیں میری جان کی قسم ان کی خدمت میں کوتاہی نہ کرنا سمجھ لو کہ تمھے بادل کے نیچے جنت ہے۔ تکتے ہیں کہ تمھارا ارحم کرے یہ تو یاد رہے تمھیں لینا ہوئی تو تشنے دیا دے گا

دس شریف کمپنی کے دیوالیے تماشبین بلانے پر صاحب بیچارے کی زد فقط اسی طبقے کی ہے کیا راہ میں ڈٹا بچھے ہیں بلکہ لوگ تو یہاں تک بدگمان ہیں کہ دیکھ بھال زنانہ کی مقدس رقم کا کچھ حصہ بھی آپ کی تنخواہ مستقل لنگوٹے پر نہ کا کا شمار لکھا ہوا ہے مگر یہی کیا۔ آگ جانے لوہار جانے دھوکنے والے کی بلا جانے۔ سلامتی سے آپ کو حسن صورت سے بھی کوئی بہرہ قسّام ازل اور مصور قدرت نے عنایت نہیں فرمایا۔ الخشیٰ تہ۔ گندہ نا ڈیل۔ بھینسیلی شکل آبنوسی رنگ۔ آپ جانئے ورنہ تھا کہ کُٹنا پن ضرورت نہ تھی کہ نہ جاتے بجز ہاتھ پاؤں سے کام آنے اور اس طرح سعادت مند کہلانے کے اور کیا کرتے۔ لہٰذا اسباب سفر کی گردن پر بار ہو کے جہاز تک پہنچا۔ سچ ہے ہر کارے ہر مردے۔ غرض ابھی آفتاب چڑھ دوڑ دھوپ میں رات کٹی۔ ادھر گلشن دہر میں سورج مکھی پھولی ادھر عشاق کے گلزار سینہ میں نار شعاع فراق بھبکا چمک گئے نہ زید نازت وڈوو۔ پنچی کٹافتوں کی لادی دریا کے کنارے کھڑے گھاٹ دھلوانے یا ڈبونے چلے۔ آگے آگے ہجوم عشاق پیچھے پیچھے بی صاحب اور انکے سپردائی فرسناق۔ قافلہ سالاری کا حق ایک تعلیم یافتہ خر دماغ نے یوں ادا کیا کہ ہر قدم پر فوٹو اتار ہے۔ ہائے تم نہیں تمہاری تصویر تو پاس ہے۔ انکی جدائی میں پیارا الاؤ آرپار جگر تھے۔ جب جانے والے مسافر جہاز پر لدے اور ڈیک پر آکے کھڑے ہوئے تو یار لوگ برلب استادہ ہو گئے گے لب رنگے وہ بہشتی تھیں یہ قسمت کو روتے تھے۔ ادھر رومال جذب اشک سے عاجز ادھر جذب دل ضبط کے اختیار سے باہر۔ اتنے میں جہاز نے لنگر اٹھایا سیٹی بولی ہوں عاشقوں کے مرمٹنے کا صدمہ ابھی تو ہوں۔ انکے ہاتھوں نے رومال ہوا میں لائے جہاز نے بھی آگے بڑھ جانے۔

خس کم جہاں پاک جس طرح بیٹھ دکھائی ہے ہمیشہ یوں ہی رکھے خدا پھر آنا نصیب نہ کرے۔ مولانا آپ کے قلم کی برکت سے بچتا ہی کی

کی شمشیریں دریا برد ہو گئیں اور وہ پٹی (؟) معقول نزدیات کو روتا چھوڑ گئیں۔ دینی تحفہ ایک طرف آپ کی خدمت میں تحفہ مبارکباد پیش کرتے ہیں اور دوسری طرف ان قیمتی عشق سوز شمشیروں کی تعزیت بھی ضروری خیال کرتے ہیں خدا ہمیں اس کلفت مصیبت میں صبر دے۔ اس عمر میں شفیقوں کا سایہ سر سے اٹھنا بہت کھلا ہوگا۔ مگر صبر کے ساتھ شکر بھی ہمیں لازم ہے کہ سستے چھوٹے ورنہ تمہارے ریجوں کو پوچھتے یا نیم کی ٹہنی ہاتھ میں ہوتی یا کوسنا کرتا۔

راقم

دانا بینا

---

# ملکی اخبار

(از حجبہ)

---

## نالائق ہندوستانی

مشہور ہو کر گورنمنٹ نے علی ڈی سے کہا تو مجھے نہیں کھا سکتی جب تک میری برادری میں کوئی تیرا شریک ہو؟

واقعی اگر علی گڑھی سے سیاں بیٹھو در شتہ جوڑیا کی باقاعدہ شادی ہو تو نامور گورنمنٹ کو علی گڑھی کی دھار دار زبان سے کوئی ضرر نہیں پہنچ سکتا۔ بھارا بعض جماعت اور ہے کہ مسٹر اے کے فضل الحق سابق وزیر بنگال کونسل میں ایک رزولیوشن پیش فرمانے والے ہیں۔ رزولیوشن بہت باکا ہے۔ جس سے کلہاڑی کا بیٹھ کھیے جیسے بی بی کا سانڈ وہ کے اپنی برادری کی جڑ کاٹ ڈالی۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اس کونسل کی رائے ہے کہ بحالات موجودہ ہندوستان کسی قسم کی آئینی حکومت کی اہلیت نہیں رکھتا!

ہماری رائے ہے کہ ہندوستانی گورنمنٹ کو اس بیٹھ کا شکر گزار ہونا لازمی ہے اور کمال عنایت جس قوم میں مسٹر اے کے فضل الحق کے سے افراد

سمجھ دور بر سر کار ہوں وہ ابد الآباد تک آئینی حکومت کے قابل نہیں ہو سکتی۔ آمین۔

---

## مومن کی فراست سے بچو

یہ حدیث ہے۔ ایمان کی جلا جب آئینہ دل پر ہو جاتی ہے تو دکھائی دینے والی صورت کا خاکہ بھی اس میں کھیچ جاتا ہے چنانچہ روشن ضمیر مولانا پنچ نے ملکہ ثریا کا رویہ دیکھ کے دو باتیں تاڑ لیں ایک تو یہ کہ خاوند پرست اور عبا القوۃ فرقہ فوراً پردے کی نسبت مخالف اسلامی دستور ہونے کا فتویٰ دے گا اور وہی ہوا ملکہ ثریا کے چہرہ سے نقاب اٹھا اور ان حضرات کی آنکھوں سے حیا کا پردہ۔ لگے اپنے بزرگوں کو اہل کفر و نفاق کا مقلد بنانے۔ یہ ان کا پرانا دستور ہے بارہا بادشاہوں کی خاطر سے رسول اللہ کی سیرت میں اضافہ کیا ہے تو تم تو یہ نوبت پہونچی کہ دشمنوں کو اسلام میں کوئی بات ایسی نہیں ملتی جس کی مخالف بات خود مسلمانوں کی کتاب میں موجود نہ ہو۔ اب کیا شبہ رہا اس امر میں کہ مسلمانوں کے افعال کا ذمہ دار اسلام ہے تو غضوا ابصارھم (عورتوں کی طرف سے نظر بچا کے چلنے کا حکم) کے معنی وقفہ بانقل ہو رہے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ مولانا پنچ ملکہ ثریا کی تصویر کی اشاعت سے یاروں کی اصلی غرض بھانپ گئے لیجئے یہ تصویر نظاروں کی نگاہوں تک پہونچتے ہی افغانستان میں طوفان برپا ہو گا۔ مولانا پنچ نے ایک کارٹون میں اب سے ڈھائی مہینے پیشتر یہ راز کھول دیا تھا سنا ہے کہ غلط کھو لنا پڑوسی کی پشتینی سے تنخواہ یاب ملا ملکہ ثریا کی بیباکی پر باغیانہ سے ہیں۔ اس سے کچھ ہو گا نہیں مگر چھیڑ خانی کا سلسلہ تو باقی رہے گا۔

شاید کہ ہمیں بیٹھے برآورد پروبال منقار گرد

---

## قوت مصورہ کی غلطی

واہ! سنتے ہیں کہ کانپور میں ایک مرغی کے

انڈے سے گائے کی شکل کا بچہ نکل پڑا اور اس عجوبہ چیز کو دیکھنے جوق جوق جا رہے ہیں پرندے اور چرندے کی یہ معجون کیسی رنگ لائے کیا معنی کہ اس مرغی کو گائے کی حقیقی والدہ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ قدرت بھی عجب دل لگی باز ہے۔

---

# مولانا پنچ کی نوٹ بک

## اتنی جلدی؟

جب ریل نہ تھی تار نہ تھا چھکڑے تھے تو ایک تھا بادشاہ اسکے دربار میں ایک امیر نے کہا کہ غالباً پرے کا رہنے والا ہوگا کہ میرے وطن میں گیہوں کا پودا بہت بڑا ہوتا ہے اسکے کھیت میں ہاتھی چھپ جاتا ہے بادشاہ ہنسا اور اسے قید کر دیا۔ بیچارے نے قید خانے میں پڑے پڑے اپنے عزیزوں کو لکھا کہ ابکی فصل کا ٹو تو ایک بوجھ جڑ سے اکھاڑ کے بھیجو۔ عزیزوں نے تعمیل کی پانچ چھ مہینے کے بعد بالیوں کا بوجھ جہاں پناہ کے حضور میں پیش ہوا حضور نے امیر صاحب کو خلعت عنایت فرمایا مگر نصیحت کی کہ ایسا دعوے جس کا ثبوت ایک سال تک نہ مل سکے نہ کرو۔

اسل ونٹرٹن نے دارالعوام میں کہا کہ وہ پانچ سنڈے کو کلکتے میں ہڑتالیوں پر "جنٹل مین" بولا گیا اور



ہندوستانی میں خاکسیلی راتحقات سے پارلیمنٹ کو باخبر کرسکے۔ ہائے نوسے گیہوں والے جہاں پناہ!

## در علیہ السلام کا نیا وصف

کوئی نیا وصف نہیں ہے تو پرانا گر ہے

اے ذوق تو خدا نہ ولیکن سمجھ!

### ستارِ عیوب و قاضی الحاجات

کہنے والے سے غلطی ہوئی جہاں ستار عیوب و قاضی الحاجات کا ذکر کیا تھا وہاں یہ بھی کہہ دینا تھا کہ نسل افزائی کی خاصیت بھی ان حضرت میں ہے یعنی اندھی اپاہج عورت اور لنجے ناکارہ مرد کو بچہ یا بچیوں بنا دیتے ہیں۔ ہم سمجھتے نہ ہو؟ دولت انگلشیہ یعنی سلطنت کے نہ پیٹ ہے نہ خود بچہ مگر سیکڑوں آدمی خوشی خوشی فرزند دل پسند دولت انگلشیہ بننے پر آمادہ ہیں اور اس پرانی نسل کی مطلق پروا نہیں کرتے کہ الملک عقیم ۔ ملک بانجھ ہے ہاں قدرت ہے کہ نذر چاخانے لگائے جاتے ہیں۔ منہ جنیری سطحوروں سے منہ میٹھا ہوتا ہے۔

لندن کے کروڑ پتی مسٹر جیمز ولیم فوکرد کی دولت چھوڑ کے مرے۔ خود تھے لاوارث مگر زر علیہ السلام کی عادت لاوارث ہونے کی نہیں۔ کے میل بھائی وارثوں کی ہم چھوٹی بسیں پچیس وارث پیدا ہوگئے۔ حکومت نے ولیم سیگن نامے ایک جھوٹے سچے کے وارث کو مسٹر جیمز کا ذاتی سامان عنایت کر دیا جسکی قیمت تین کروڑ سے زیادہ تھی اور باقی جائداد لارڈ جوسے کرزن کے صاحبزادے کو دے کے وارثوں کی چڑ پچڑ سے پیچھا چھڑا دیا۔ جیسے لارڈ کرزن بھی بے نسلے تھے اور کہا جاتا ہے کہ انکی بیگم نے کسی لونڈی باندی کا بچہ لے پالا اور ایک ستر ہی مال نادہ وارث کر دیا۔ اسپر وارثوں میں کھیلی مچی اب امریکہ اور آسٹریلیا میں چار سو وارث مسٹر جیمز یا ان کے بھائی کی اولاد بن کے نکل پڑے۔ دیکھئے سب لندن میں موجود ہیں یہ ایک ہزار گواہوں سے اپنی وراثت ثابت کر چکیں دیکھیے اور دولت کس فرزند خوش قسمت کو پیار کرتی ہے۔ سچ ہے غریب کا باپ بننے سے امیر کو بیٹا بنا زیادہ مفید ہوگا۔

تعجب ہے کہ جیسے لارڈ جوسے کرزن کو جب یہ دولت مل تھی تو مسٹر جیمز ولیٹر برادرس کی جائداد کس کروٹ میں جلوہ گر تھی اور لارڈ کرزن نے جب بے پالک کو وارث بنانے کی جھرانی توکر کر رگ وراثت دنشہ زور شور سے کھڑکا نے گی۔

### تقلید بوزینہ۔

مشہور ہے کہ میاں تھے جیا سلی بی کھچڑی پکانے والیں گھر میں ایک بکری تھی اور ایک شہد ریلی میں مٹی کی مشتری دانی بھول گئی تھیں۔ پتیلی شہد کے پاس چھوڑ کے گئیں مشتری لیتے اتنی دیر میں لاڈلے شہد صاحب نے کھچڑی کیچے میں رکھ لی اور بھرے ہوئے ہاتھ بکری کے منہ اور کھال کے برش سے صاف کر لیے دیتے جو بی بی نے بکری کی خیانت کا صریحی ثبوت پایا تو سلیپرا تا کے کھچڑی کے عوض بیچاری کو مار کھلانے لگیں۔ کیوں ہونی یہ ہم نے کھچڑی تیرے کھانے کے لیے پکائی تھی۔ چوٹے میں سردیں ہم اور عزت اتر اسے تو۔

میاں بستر بیماری سے پڑے پڑے یہ تماشا دیکھ رہے تھے انھوں نے سارا قصہ کہہ سنایا تب بکری کی جان بچی۔

یونہ میں سیوا جی کے بت پر کسی نے کچھ تو نہیں مگر گوبر کی سترکاری کر دی اس پہ ہم حیران ہوئی ہے کہ یہ نہ کسی مسلمان کا کام ہے اس لیے کہ ایک ترکی ٹوپی بھی وہیں پڑی تھی جس کی کالی دم شاہد عادل ہے۔ ہندوانی بی بی عورت ذات خلقی ناقص العقل تھیں یہ نہ سمجھیں کہ شہد تو خیر مگر بکری کے ہاتھ نہیں اس نے اپنی کھال میں کھچڑی بھر کے کیوں شامت بلائی۔ کیا پونا کی آبادی بھی ناقص العقل عورت ذات ہے جسے اتنا شعور نہیں کہ گوبر بیٹے کے بعد حضرت مفسد اپنی ظاہری علامت مسلمانی یعنی ترکی ٹوپی کیوں چھوڑ گئے۔ یاد رہیا شہد بی بی بننا اچھا نہیں ہے کسی احمق مفسد کے شہد کی تقلید کی ہے۔

مفسد مرشد تو ادبی اردو شہرت۔

جاسوس بہر شاہ جی محمد شوکر میاں حضرت وجہ اللہ کی ...

شہرت کی خواہش جس دل میں ہو وہ دنیا میں پیشاب کر نے سے بھی نہیں چوکتا۔ مگر جہاں تک ہمیں معلوم ہے ہمارے دوست شیخ حبیب اللہ صاحب جیسے کو شہرت کی چاٹ ہے۔ تھی آپ فی الحال ایک سرکاری آدمی تھے اب بھی ہیں اور غالباً ہمیشہ رہینگے۔ بنا بریں نہایت تعجب ہوتا جبکہ یہاں اور جلسوں سے آپ نے کیونکر اپنی بگڑی اچھالی ہوگی تعجب یہ ہوا کہ آل انڈیا یونک اینڈ طبی کانفرنس کا سالانہ اجلاس بوفات حضرت مسیح الملک کی وجہ سے دہلی میں منعقد ہونے والا تھا اب وہ لکھنؤ یا لاہور میں ہو سکتا ہے ہو گا کہ اودھ اور پنجاب دونوں صوبوں میں رئیس قدیم طرز علاج پر جوٹ کرنے والے موجود ہیں۔ غالباً کو کانفرنس کے جلسے میں شیخ صاحب کی کی تجدید و تقدیس دوسرے جلسوں سے کسیقدر زیادہ کی جائے ہندوستان کا کوئی شہر ایسا مشکل سے نکلا جہاں طبیب ہی کا قدم ہو اور شیخ صاحب کی مع خوانی نہ کی گئی ہو۔ ہم دیکھتے ہیں کہ شیخ صاحب کو بھی اس میں کچھ مزا ملنے لگا ہے وہ تحریروں کے ذریعہ سے اپنی عجیب غریب تقریر کی کڑیاں اور مبلہ بدل رہے ہیں۔ ہم کہتے ہیں مقدم مقدم اور آتے کہتے ہیں نعمت غیر مترقبہ کیوں بلا ارادہ و خواہش ہو اخبار ہی کا غذ میں حضور کا نام موجود ہے۔

حکایت ہے کہ وہ شخص آپ میں کا ناپھوسی کر رہے تھے تیسرے صاحب نے ٹوک دیا "کیا مجھ پر شبہ ہو رہے ہو؟" جواب ملا کہ آپ کی عالی خیالی اور سخاوت کا ذکر تھا۔

### حماقت

یہ تو ایسی چیز ہو بڑے بڑوں سے سرزد ہوتی ہے مگر دہلی کا نفرنس کی رپورٹ کی بعض حماقتیں لکھنے کے قابل ہیں۔ بجز العبض جماعت کا کانفرنس سفارش کرتی ہے کہ قابل ذباحت جنسیں رہی ہیں کی آنکھ بچائی جائیں۔ ہاں اگر بائیس سال کی مدت میں پہلے سے ٹھیک رہن کا انتظام کر لیا گیا ہو۔

اگر یہ سفارش مان لی جائے تو شاید آئندہ ہری زمین میں کوئی انسان کی پسند نہ کرے گا کمیشن کا ...

# غذائے روحانی

## معارف النغمات

یعنے

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا میں گرہ لگائی

اور

**ایک گراموفون کیطرح سرون کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھا**

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

**اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہوچکے اور جاننے والے جانتے ہین کہ تاحال موسیقی کے جزو علمی پر اس سے بہتر کتاب شائع نہین ہوئی اب اسی کتاب کے**

حصہ دوم مین مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنے

تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی اور انکے گلے سے نقل کی ہوئی دُھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے

## اُستاد محمد علی خان

میان تان سین کے آخری یادگار تھے صدہا آگرکی دُھرپد اور ہوریان اس کتاب مین اُنسے نقل کیگئی ہین لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہین تو کتاب کے رموز سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب مین لکھدیے گئے اسیطرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہین جسطرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی باجہ یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہین انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایہ نازبھی آپکو اس کتاب مین ملیگا۔ فی الحقیقۃ مصنف نے لاکھون روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اُستادون کا سرمایہ ناز ہسمین موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ
حصہ اول کی للعہ فی جلد۔ محصول ڈاک بہر حال ذمہ خریدار۔ المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ